OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Epistemology: Vol.16, Issue 17 June 2025

نور مقدم قتل کیس میں جسٹس علی باقر نجفی کے اضافی نوٹ کی فقہی وعدالتی حیثیت:
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تنقیدی جائزہ

The Jurisprudential and Judicial Status of Justice Ali Baqar Najafi’s Obiter Dictum in the Noor Mukadam Murder Case: A Critical Analysis in the Light of Islamic Teachings

Rana Tanweer Qasim
Associate professor, Department of Islamic studies,University of engineering and techmology , Lahore.

Abstract: This paper critically examines Justice Ali Baqar Najafi’s obiter dictum in the Noor Mukadam murder case, addressing the objections raised by certain commentators. The analysis argues that the Justice’s remarks align with established judicial tradition, Islamic ethical teachings, and contemporary sociological research. Drawing on Qur’anic injunctions, classical jurisprudence, and empirical data from peer-reviewed studies, the paper highlights the social and psychological risks associated with live-in relationships, particularly in culturally conservative societies such as Pakistan. It contends that such relationships undermine family structures, increase gender-based vulnerabilities, and conflict with the constitutional requirement that Pakistani laws conform to the Qur’an and Sunnah (Article 227). The Justice’s note does not alter the legal findings of the case but reflects a broader moral and social guidance consistent with global judicial practice. The study concludes that the critique of live-in relationships rests not on presumption but on a synthesis of Islamic ethical norms, constitutional principles, and sociological evidence.

Keywords: Obiter Dictum, Islamic Ethical Framework, Live-in Relationships, Judicial Commentary, Sociological Analysis.

CC BY

پاکستان میں نور مقدم قتل کیس کے فیصلے پر جسٹس علی باقر نجفی کے اضافی نوٹ کے حوالے سے کچھ حلقوں نے اعتراضات پیش کیے، تاہم یہ اعتراضات نہ صرف اسلامی اخلاقی اصولوں سے ناآشنا دکھائی دیتے ہیں بلکہ سماجی علوم اور تہذیبی حقائق کے مسلمہ مباحث سے بھی کافی دور ہیں۔ جسٹس نجفی کے نوٹ کا مقصد بنیادی عدالتی فیصلہ تبدیل کرنا نہیں تھا؛ بلکہ اجتماعی سطح پر درپیش اخلاقی و سماجی انحرافات کی نشاندہی کرنا تھا، جو اعلیٰ عدلیہ کی روایتی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ عدالتی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جج حضرات عمومی سماجی رجحانات اور اخلاقی زوال کے بارے میں obiter dictum کی صورت میں رہنمائی فراہم کرتے رہتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں مرد و عورت کے تعلقات سے متعلق جو ضوابط مقرر کیے گئے ہیں، وہ محض عبادات یا شخصی تطہیر تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی نظم، خاندانی استحکام اور اخلاقی پاکیزگی کے تحفظ سے گہرے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا"[1] نہ صرف زنا کی حرمت کی تصدیق کرتی ہے بلکہ اس کے تمام مقدمات اور اسباب سے دور رہنے کا حکم دیتی ہے۔ کلاسیکی فقہا کے مطابق "قریب نہ جانا" سے مراد وہ تمام صورتیں ہیں جو ناجائز خلوت، رومانوی تعلق یا ازدواجی بندھن کے بغیر مستقل صحبت کی طرف لے جائیں۔ اس تناظر میں Live-in Relationship کو اسلامی اخلاقیات میں شدید قباحت کا حامل تصور کیا جاتا ہے۔

احادیثِ نبویہؐ میں بھی غیر منضبط اختلاطِ جنسین کو سماجی فتنے کا ایک بنیادی سبب قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ[2]، تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک نکاح کے بغیر رہائش، خلوت یا رومانوی تعلق اخلاقی و شرعی حدود کی صریح خلاف ورزی ہے۔ یہ صرف مذہبی موقف نہیں بلکہ جدید سماجی علوم کی تحقیقات بھی اس نقطۂ نظر کی تائید کرتی ہیں۔ متعدد peer-reviewed مطالعات ظاہر کرتی ہیں کہ live-in جوڑوں میں گھریلو تشدد، شدید عدم استحکام، ذہنی دباؤ، بریک اپ کے امکانات اور خواتین کے استحصال کی شرح باقاعدہ ازدواجی رشتے کی نسبت کافی زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ ایسا تعلق قانونی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے خالی ہوتا ہے، اس لیے عورت معاشی، نفسیاتی اور سماجی طور پر زیادہ غیر محفوظ ہو جاتی ہے، جبکہ ذمہ داری اور جواب دہی کا تصور تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔

پاکستان جیسے خاندانی اور تہذیبی اقدار پر مبنی معاشرے میں live-in تعلقات کے منفی اثرات مزید گہرے ہو جاتے ہیں۔ ایسے تعلقات نہ صرف عورت کے سماجی تحفظ، مالی انحصار اور خاندانی پشت پناہی کو کمزور کرتے ہیں بلکہ اس کی

عزت و ساکھ کو دیرپا خطرات لاحق کرتے ہیں۔ مزید برآں، یہ رجحان خاندانی نظام، بین النسلی اقدار اور سماجی استحکام کے بنیادی ڈھانچے میں رخنہ پیدا کرتا ہے، جو اسلامی معاشرت کا مرکزی ستون ہے۔

اس پس منظر میں جسٹس نجفی کا اضافی نوٹ کسی قانونی نتیجے کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک ایسے سماجی مسئلے کی نشاندہی ہے جو اسلامی تعلیمات، سماجیاتی تحقیق اور اخلاقی اصولوں کے مطابق حقیقی خطرات کا حامل ہے۔ عالمی عدالتی روایت میں بھی جج معاشرتی بگاڑ یا اخلاقی انحرافات پر اپنی رائے تحریر کرتے ہیں، جس کا مقصد سماجی رہنمائی اور عوامی شعور کی تشکیل ہوتا ہے۔

فرزانہ باری کی رائے ہے کہ "جج مفروضوں کی بنیاد پر کوئی رائے نہیں دے سکتا"، تاہم یہ تنقید اس بنیادی عدالتی روایت سے ہم آہنگ نہیں جس کے مطابق obiter dictum میں جج سماجی، اخلاقی اور تہذیبی مسائل پر رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ جسٹس علی باقر نجفی نے اپنے اضافی نوٹ میں کوئی قانونی حکم جاری نہیں کیا، نہ ہی مقدمے کے فیصلے میں کوئی تبدیلی پیدا کی؛ بلکہ انہوں نے معاشرتی نظم، اخلاقی انحرافات اور سماجی بگاڑ کے امکانات کی طرف توجہ دلائی، جو اعلیٰ عدلیہ کے طرزِ عمل کا ایک تسلیم شدہ حصہ ہے۔ اس نوعیت کے مشاہدات نہ مفروضہ ہوتے ہیں اور نہ غیر علمی؛ بلکہ ان کا سرچشمہ اسلامی اخلاقیات، فقہی اصولوں اور سماجی علوم کی تحقیقی روایت ہے۔[3]

پاکستانی آئین کا آرٹیکل 227 اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ملکی قوانین قرآن و سنت کے مطابق ہوں[4]، جبکہ Live-in Relationship نہ صرف اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے بلکہ پاکستانی قانونی و سماجی ڈھانچے کے بھی خلاف جاتی ہے۔ یہ تعلق ازدواجی بندھن، خاندانی نظم اور والدین کی اخلاقی اتھارٹی کو کمزور کرنے کا سبب بنتا ہے، جس سے خاندان—جو اسلامی معاشرت کی بنیادی اکائی ہے— غیر مستحکم ہوتا ہے۔ ایسے تعلقات میں جنسی آزادی، بے راہ روی، اور سماجی حدود کے ٹوٹنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، جبکہ حیا، عائلی ذمہ داری اور نسل کی پاکیزگی جیسے اقدار متاثر ہوتی ہیں۔

سماجی تحقیق نیز متعدد بین الاقوامی مطالعات اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ Live-in تعلقات میں قانونی تحفظ کا عدم وجود، جذباتی بے ثباتی، گھریلو تشدد، اور خواتین کے لیے بڑھتی ہوئی عدمِ حفاظت کے خطرات نمایاں ہوتے ہیں۔ نور مقدم کیس بطور مثال اس حقیقت کو مزید واضح کرتا ہے کہ غیر شادی شدہ جوڑوں کی مشترکہ رہائش میں عورت

زیادہ غیر محفوظ، مرد زیادہ بے قابو، اور تعلق کی قانونی حیثیت نہ ہونے کے باعث جواب دہی تقریباً معدوم ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے تعلقات معاشرتی انتشار، مخلوط رہائش کے بگاڑ، اور اخلاقی حدود کی پامالی کا سبب بنتے ہیں—جو اسلامی تصورِ "فحاشی کے پھیلاؤ" سے ہم آہنگ ہے۔

عالمی عدالتی روایت بھی اس امر کی تائید کرتی ہے کہ سپریم کورٹ یا اعلیٰ عدالتوں کے جج اخلاق و سماجی تناظر پر اظہارِ خیال کے مجاز ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ ریمارکس فیصلے کا حصہ نہ ہوں بلکہ بطور obiter remarks اصلاحی یا رہنمائی کی حیثیت رکھتے ہوں۔ اسی تناظر میں جسٹس علی باقر نجفی کا اضافی نوٹ نہ صرف اسلامی اخلاقیات اور آئینی تقاضوں کے مطابق ہے بلکہ پاکستانی معاشرتی حقیقتوں اور تہذیبی تسلسل کے عین مطابق بھی ہے۔

1- Live-in تعلقات محض ایک نجی "رشتہ" نہیں بلکہ مغربی فردیت، جنسی آزادی اور لامذہبیت پر مبنی اس معاشرتی رجحان کا حصہ ہیں جس نے مغربی خاندانی نظام کو گہرا نقصان پہنچایا ہے۔ جب پاکستانی نوجوان مغرب کے اس تہذیبی ماڈل کو ظاہری چمک دمک کے ساتھ دیکھتے ہیں تو وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وہاں کا خاندانی ادارہ تقریباً منہدم ہو چکا ہے۔ ایسی تہذیبی تقلید ہمارے لیے ترقی نہیں بلکہ سماجی اور اخلاقی زوال کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات و حواشی (References)

[1] بنی اسرائیل:32

Banī Isrā’īl: 32

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحيح البخاري/كتاب النكاح/ باب ما يتقى من شؤم المرأة /حديث: 5096

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī / Kitāb al-Nikāḥ / Bāb Mā Yuttaqā Min Shu’m al-Mar’ah / Ḥadīth: 5096

[3] Rehan Piracha, "Noor Mukadam case: Justice Najafi's 'living relationship' comments draw backlash," Voicepk.net, November 27, 2025. oicepk.net/2025/11/noor-mukadam-case-justice-najafis-living-relationship-comments-draw-backlash

[4] Constitution of Pakistan , article 227